OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AIOU)
ISSN (Print): 1992-8556
ISSN (Online): 2664-0171
https://mei.aiou.edu.pk

امت مسلمہ کی دعوتی ذمہ داریاں تفسیر ضیاء القرآن کی روشنی میں

Invitational responsibilities of the Muslim Ummah in the light of Tafsir Zia-ul-Quran

نور حسین
پی ایچ۔ڈی ریسرچ سکالر، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract

The propagation of Islam depends on preaching and preaching only- Therefore, Allah Almighty Himself taught Holy Prophet (SAW) the etiquette of Islamic Da'wah.After the demise of the Messenger of Allah the responsibility of da'wah and preaching is now the responsibility of the Muslim Ummah till the Day of Judgment.Per Muhammad Karam Shah Al-Azhari has a prominent position as a renowned and serious scholar. They are respected in all School of thoughts.Pir Karam Shah Al-Azhari dedicated his life to Da'wah of Islam.Like a true da'i, he have adopted all the methods that are the obligatory syllabus of the da'i of Islam.His Tafsir Zia-ul-Quran has a special place in terms of its characteristics.Among other features of Tafsir Zia-ul-Quran, the most important feature is the da'wah discussions and articles-If the Muslim Ummah keep in mind the writing style of Tafsir Zia-ul-Quran, then surely they can do the work of Da'wah more effectively.

In the following article, Invitational responsibilities of the Muslim Ummah in the light of Tafsir Zia-ul-Quran will be highlighted.

Keywords: Invitational responsibilities,Muslim Ummah, Tafsir Zia-ul-Quran

نسل انسانی کو راہ حق پر گامزن رکھنے اور ہر طرح کی گمراہوں سے محفوظ رکھنے کیلئے دعوتِ دین ہی مؤثر ذریعہ ہے، انبیاء کرام اور رسل عظام کی بعثت کا مقصد وحید لوگوں کو راہ ہدایت پر گامزن کرنا تھا جب انسانی شعور نقطہ ارتقاء کو پہنچ گیا تو اللہ تعالی نے حضرت محمد ﷺ کو خاتم المرسلین کی حیثیت سے مبعوث فرمایا، آپ ﷺ کا زمانہ رسالت قیامت تک ہے اور آپ کا دائرہ رسالت تمام انسانیت کو محیط ہے آپ کا دین مکمل ہو گیا ہے، یہ دین تمام انسانیت اور رہتی دنیا کے لیے ہے آپ ﷺ چونکہ آخری نبی ہیں اس وجہ سے آپ پر نبوت ورسالت کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے لہذا امت محمدیہ کار نبوت کی امین ہے، دین اسلام کی ترویج واشاعت کرنے مختلف اسالیب سے اسے آگے بڑھانے اور ہر سطح پر اسے غالب کر دینے کا نام دعوت اسلام ہے۔

موضوع کا تعارف

قرآن مجید میں انسانیت کی دنیاوی اور اخروی فلاح ونجات کے متعلق تعلیمات بیان ہوئی ہیں۔ قرآن حکیم میں انفرادی واجتماعی سطح پر دعوتِ دینے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے بارے میں واضح تعلیمات موجود ہیں، اسی

طرح انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوتی واصلاحی خدمات بھی بیان ہوئی ہیں۔رسول اکرم ﷺ آخری نبی کی حیثیت سے مبعوث ہوئے آپ کا دائرہ رسالت تمام انسانیت تک پھیلا ہوا ہے اور تاقیامت آپ کا دورِ رسالت ہے، اللہ تعالی نے آپ پر دین مکمل کر دیا، آپ ﷺ نے انفرادی، اجتماعی اور عالمی سطح پر اسلام کو غالب فرمایا۔قرآنِ مجید آپ ﷺ کے دین کی اساس وبنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔لہذا اس کی تعلیمات سے آگاہ ہونے کے لیے دعوت کا عمل ضروری ہے تفسیر ضیاءالقرآن میں امت کو دعوت کی اہمیت کا احساس دلایا گیا ہے۔اس لیے اس تفسیر کی روشنی میں امت کی دعوتی ذمہ داریوں کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔

موضوع کی ضرورت

ا۔ہر دور میں ضرورت

قرآن مجید اللہ تعالی کی نازل کردہ آخری الہامی کتابِ ہدایت ہے، یہ کتاب حکمت بھی ہے، اس کی تعلیمات انسانیت کی راہنمائی، ہدایت اور فلاح واصلاح پر مشتمل ہیں، جن کو اپنا کر ہی انسانیت کی نجات ممکن ہے۔یہ اللہ تعالی کا احسانِ عظیم ہے کہ اس نے ہماری ہدایت کے لیے حضور ﷺ کو قرآن مجید کے ساتھ مبعوث فرمایا جو تاقیامت راہِ حق کی راہنمائی کرتا رہے گا، اللہ تعالی کی عطا کردہ ہدایت جو کہ قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ کی صورت میں ایمان والوں کے پاس محفوظ ہے اس کی تفہیم کے لئے ایک جماعت مفسرین قرآن کے نام سے تاریخ اسلام میں موجود رہی ہے، جس نے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرتے ہوئے مسلمانوں کو قرآن مجید کے صحیح اور حقیقی فہم سے روشناس کرایا اور آج بھی یہ سلسلہ پوری آب وتاب کے ساتھ جاری ہے۔قرآن حکیم کا ایک اہم موضوع اسلوب دعوت ہے۔یہ کتاب لوگوں کو راہ ہدایت کی طرف دعوت دیتی ہے اس لئے اس کا دعوتی پہلو انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور اساسی درجہ رکھتا ہے امت دعوت وارشاد کے ذریعے ہی اس دین کا فہم حاصل کرسکتی ہے۔

۲۔موضوع کی عصرِ حاضر میں ضرورت

اس وقت عالم کفر ہر محاذ پر اسلام کے خلاف برسرپیکار ہے، اسلام چونکہ اللہ تعالی کا دین ہے اس لیے اس کے اصول پرکشش ہیں اگر اس دین کا صحیح تشخص واضح کر دیا جائے تو لوگ بڑی تیزی کے ساتھ اسے قبول کرلیں گے اور یہ دین پوری دنیا میں غالب آجائے گا اس لیے اسلام دشمن قوتیں مختلف حربوں سے اسلام کے خلاف پروپیگنڈا میں مصروف ہیں اور بالخصوص سوشل میڈیا کے ذریعے اسلام کے خالف زہریلا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے، کبھی ذات رسالت مآب ﷺ کی شان اقدس میں تنقیص کی جاتی ہے تو کبھی قرآن مجید کی توہین کی ناپاک جسارت، ایسی تمام مساعی مذمومہ کا مقصد لوگوں کو دینِ اسلام سے دور کرنا ہے لہذا ان حالات میں امت پر یہ ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ دعوت کے فرضِ منصبی کو کماحقہ انجام دے۔عصر حاضر میں تفسیر ضیاء القرآن ایک جامع تفسیر ہے جس کے مصنف جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے قرآن مجید کی تعلیمات کو نہایت عمدہ، جامع اور سلیس انداز میں بیان فرمایا ہے۔تفسیر میں آپ نے دعوت واصلاح سے متعلق قرآن مجید کی آیات بینات کی

نہایت جامع تفسیر فرمائی ہے۔ دعوت و تبلیغ انتہائی اہم ذمہ داری ہے اور سنتِ انبیاء ہے اس لئے اللہ تعالی نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ ان میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جو اس ذمہ داری کو انجام دیتی رہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ[1]

''ضرور ہونی چاہیئے تم میں ایک جماعت جو بلایا کرے نیکی کی طرف اور حکم دیا کرے بھلائی کا اور روکا کرے بدی سے اور یہی لوگ کامیاب و کامران ہیں''

پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر ضیاء القرآن میں متعدد مقامات پر دعوتِ دین کی فی زمانہ اہمیت کو نہایت جامعیت کے ساتھ زینتِ قرطاس کیا ہے، یہاں ایک اقتباس اسی حوالہ سے قلمبند کیا جارہا ہے جس کے مطالعہ سے واضح ہو جائے گا کہ دعوتِ دین کس قدر اہمیت کا حامل کارِ عظیم ہے۔

''یہ دین قیم جس نے عالم بشریت کی تقدیر بدل دی اس کی تبلیغ و اشاعت ایک اہم ترین فریضہ ہے۔ اگر اس ملت میں ایسے افراد نہ ہوں جو اس پیغام رحمت کو دنیا کے گوشہ گوشہ تک پہنچانے کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیں تو یہ عالمگیر پیغام ہدایت چند ملکوں میں محدود ہو کر رہ جائے گا اور یہ اس پیغام سے بھی ناانصافی ہو گی اور ان قوموں پر بھی ظلم ہو گا جو گھپ اندھیروں میں بھٹک رہی ہیں جن کی زندگی کی تاریک رات کسی روشن چراغ کے لیے ترس رہی ہے۔ نیز وہ قوم اور ملک جس نے اس دین کو قبول کر لیا ہے اس کے آئینہ دل پر بھی غفلت کی گرد پڑ سکتی ہے اور ان کی گرمی عمل بھی سستی کا شکار ہو سکتی ہے۔ ارد گرد کے گمراہ کن تاثرات سے بھی متاثر ہو سکتے ہیں۔ اگر ایسی ہستیاں نہ ہوں جن کا کام ہی اسلام کے حکیمانہ انداز سے لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنا انکی گرمی عمل کو باقی رکھنا اور خارجی و اجنبی تاثرات و تحریکات سے ان کے دل و دماغ کو محفوظ رکھنا ہو تو بہت سی گمرہیاں خود اس قوم میں راہ پا سکتی ہیں جو اس دین کی علمبردار ہے۔ یہ دونوں کام یعنی ملت اسلامی کو شاہراہ اسلام پر ثابت قدم رکھنا اور غیر مسلم اقوام تک یہ پیغام رشد و ہدایت پہنچانا جتنے اہم اور ضروری ہیں اتنے ہی مشکل اور پیچیدہ ہیں۔ اس لیے ایک ایسی جماعت تیار کرنا ملت کا اجتماعی ذمہ داری ہے جس کا علم و عمل، ظاہر و باطن سیرت و کردار رسول اسلام ﷺ کا مظہر کامل ہو، ان میں علوم اسلامیہ مہارت تامہ کے ساتھ سیرت کی پاکیزگی کردار کی پختگی اور ظاہر و باطن کی یکسانی پیدا کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ اسے کے لیے جس بڑی سے بڑی قربانی، ایمانی فراست، قلبی بصیرت اور روحانی تربیت کی ضرورت ہے وہ پوری ہونی چاہیے۔ اگر ملت اسلامیہ اس ذمہ داری کو ادا نہ کرے گی تو وہ اللہ کی جناب میں اپنی اس کوتاہی کے لیے جوابدہ ہو گی۔ تاریخ شاہد ہے جب تک ایسے افراد تیار ہوتے رہے گلشن اسلام میں فصل بہار ہی''[2]

دعوت کا مفہوم

انسان کی زندگی کا مقصد اللہ تعالی کی بندگی ہے اور بندگی صرف چند عبادات کے مجموعے کا نام نہیں بلکہ زندگی کے ہر میدان میں اللہ تعالی کے احکام کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کا نام ہے۔اللہ تعالی کے احکام اس کے بندوں تک انبیاء کرام اور رسل عظام کے ذریعے پہنچے،اللہ تعالی نے اپنے احکام بندوں تک پہنچانے کے لئے انبیاء ورسل کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع فرما کر حضرت محمد ﷺ پر مکمل فرمایا۔ حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے قبل انبیاء رسل خاص قوموں کی طرف مبعوث ہوتے تھے لیکن آپ ﷺ کو تمام انسانیت کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔

ارشاد باری تعالی ہے۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا [3]

"اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانون کی طرف بشیر ونذیر بنا کر"

آپ ﷺ پر رسالت و نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا،اب قیامت تک آپ ﷺ کا زمانہ نبوت ورسالت ہے اس لئے آپ ﷺ کی امت پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی کہ وہ عمل دعوت کو انجام دے،یعنی لوگوں کو دینِ اسلام کی روشن تعلیمات سے روشناس کرائے۔

دعوت کا لغوی مفہوم

"الدعوۃ" دعا یدعو کا مصدر ہے،دعوت کے لغوی معنٰی پکارنے، مدد طلب کرنے اور دعا کرنے کے ہیں۔

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

الدعاء الی الشئ الحث علیٰ قصدہ [4]

"کسی چیز کے حصول پر برانگیختہ اور مائل کرنا دعوت یا دعا کہلاتا ہے"

دعوت کا اصطلاحی مفہوم

اہل علم نے دعوت کے متعدد اصطلاحی مفاہیم بیان کئے ہیں۔اس مقام پر ان کی تحقیق پیش کی جاتی ہے۔

علامہ ابن تیمیہ دعوت کی اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"الدعوۃ الی اللہ ھی الدعوۃ الی الایمان و بما جا ءت بہ رسلہ" [5]

"اللہ کی طرف دعوت ایمان کی طرف دعوت ہے اور جو شریعت اللہ کے رسول اپنے ساتھ لائے،اس کی طرف دعوت ہے"

ڈاکٹر محمد ابوالفتح دعوت کا اصطلاحی مفہوم اس طرح بیان کرتے ہیں

الدعوۃ الی الاسلام طلب الناس و سوقھم الیہ وحثھم علی الاخذبہ [6]

"اسلام کی طرف دعوت دینے کا مطلب ہے لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا جائے اور اسلام پر عمل کرنے کے لئے انہیں ابھارا جائے"

شیخ علی محفوظ دعوت کی اصطلاحی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں

"حث الناس علی الخیر والهدی والا مربا المعروف والنهی عن المنکر لیفوزوا بسعادة العاجل والاجل"[7]

"دعوت سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو بھلائی اور ہدایت کی طرف رغبت دلائی جائے اور نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے تاکہ وہ دنیاوآخرت کی کامیابی حاصل کر سکیں"

ہماری دانست میں دعوت کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے

غیر مسلموں کو اسلام کی طرف راغب کرنا اور انہیں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دینا مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانا اور انہیں زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق اسلام کے احکامات سے آگاہ کرنا نیکی کی ترغیب دلانا اور برائی سے روکنا دعوت کہلاتا ہے۔

دعوت کی ضرورت واہمیت تفسیر ضیاء القرآن کی روشنی میں

امت محمدیہ کو دعوت دین کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے، حضور ﷺ کا دور نبوت قیامت تک ہے لہذا قیامت تک حضور ﷺ کی امت پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ لہذا آپ ﷺ کی امت پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی کہ اس فریضہ کا انجام دیا جائے، قرآن مجید فرقان حمید میں جو آیات مقدسہ ہمیں دعوت دین کی اہمیت کا احساس دلاتی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت کی تین سطحیں ہیں، انفرادی سطح، اجتمائی سطح اور حکومتی سطح، لہذا اہمیت دعوت تین مباحث پر تقسیم کیا گیا ہے۔

انفرادی سطح پر دعوت کی ضرورت واہمیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه[8]

"نیز مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں حکم کرتے ہیں نیکی کا اور روکتے ہیں بُرائی سے اور صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوۃ اور اطاعت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی"

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس آیت میں اسی حقیقی فرق اور عظیم انقلاب کی کیفیت بیان کی جارہی ہے جو لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انسان میں رونما پذیر ہوتا ہے، فرمایا جو خوش نصیب مرد اور عورتیں میرے حبیب ﷺ کی دعوت قبول کرتی ہیں، ان میں ایک ایسا انقلاب رونما ہوتا ہے جو ان کے ظاہر و باطن کو بدل کے رکھ دیتا ہے، وہ نیکی کے فروغ کے لئے اپنے سارے وسائل وقف کر دیتے ہیں، اپنی راحت وآرام کو قربان کر دیتے ہیں اور ضرورت پڑے تو نیکی کا پرچم بلند رکھنے کے لئے وہ اپنی جان بھی خوشی، خوشی نثار

کر دیتے ہیں، اور ان کا وجود باطل کے لئے ایک چیلنج ہوتا ہے، وہ باطل اور برائی کی سروری قبول کرنے سے صاف انکار کر دیتے ہیں اور جہاں تک ان کا بس چلتا ہے اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں دریغ نہیں کرتے، یہ لوگ نماز ادا کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اللہ اور اس کے رسول کریم ﷺ کے ہر حکم کی اطاعت کے لئے ہر وقت مستعد رہتے ہیں"[9]

اہل ایمان کے ایمان سے ان کی ظاہر و باطن میں ایک انقلاب رونما ہوتا ہے اہل ایمان نیکی کے فروغ کے لئے جملہ وسائل بروئے کار لاتے ہیں، فریضہ دعوت انجام دینے کے لئے راحت وآرام قربان کر دیتے ہیں یعنی ہر طرح کی مشکلات اور تکالیف کو برداشت کرتے ہیں، اور دعوت حق دیتے ہوئے ہر طرح کی قربانی کے لئے مستعد رہتے ہیں حتیٰ کہ متاع عزیز جان کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتے، باطل سے سورہ بازی نہیں کرتے حتیٰ المقدور باطل کا قلع قمع کرنے سے سے دریغ نہیں کرتے یہ لوگ خود بھی دین اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنا اپنا مقصد زیست بنا لیتے ہیں، نہ صرف دوسروں کو دعوت دیتے ہیں بلکہ خود بھی اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر عمل کرتے ہیں، یہ ہی داعیان حق کی شان ہے۔ ہر شخص دائرہ اختیار کے مطابق دعوت کا مکلف ٹہرایا گیا ہے، گھر کا سربراہ اپنے اہل وعیال کو دعوت کا ذمہ ٹھہرایا گیا ہے، جو شخص کسی ادار کا سربراہ ہے تو اسے اپنے ماتحت افراد کو دعوت کا مکلف بنایا گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ[10]

"اے ایمان والو! تم بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے"

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اہل ایمان کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو آتش جہنم سے بچائیں لیکن ان کی ذمہ داری اپنی ذات تک محدود نہیں بلکہ اپنے اہل وعیال کو بھی دوزخ کے عذاب سے بچانے کی پوری کوشش کرنا ان پر لازم ہے، حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ "نقی انفسنا فکیف لنا باھلینا" اے اللہ کے رسول ﷺ اپنے آپ کو دوزخ سے بچانے کا مفہوم سمجھ میں آگیا، ہم اپنے اہل وعیال کو کیونکر دوزخ سے بچا سکتے ہیں، "فقال تنھو نھم عما نھکم اللہ تامر و نھم بما امر اللہ" فرمای تم اس طرح ان کو بچا سکتے ہو کہ جن چیزوں سے اللہ نے تمہیں روکا ہے تم اپنے اہل وعیال کو بھی ان سے روکو اور جن کاموں کو بجالانے کا حکم دیا ہے، انہیں حکم دو کہ وہ بھی بجالائیں"[11]

امت محمدیہ کا ہر فرد انفرادی سطح پر دعوت کو ذمہ دار قرار پاتا ہے، اگر کما حقہ اس ذمہ داری کو نبھایا جائے تو معاشرہ بہت سی برائیوں سے بچ سکتا ہے۔ اس آیت میں صراحت کے ساتھ انفرادی دعوت کی اہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ والد پر لازم ہے کہ

اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت دینی نہج پر کرے، اگر اس دعوتی ذمہ داری کو کماحقہ ادا کیا جائے تو ایک صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے اس لئے کہ معاشرہ کی بنیاد گھر سے ہوتی ہے۔ پیر صاحب اسی آیت کی تفسیر میں آگے چل کر انفرادی دعوت کی اہمیت کو انتہائی احسن انداز بیان فرماتے ہیں۔

"دینی تعلیم اور عملی تربیت کا آغاز بچپن سے ہی ہو جانا چاہیے اوائل عمر میں جو سبق دیا جاتا ہے تادم واپسیں یاد رہتا ہے، جس کام کی عادت بچپن سے پڑ جاتی ہے وہ اس کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے جو والدین بچپن میں اپنے بچوں کو اطاعت خداوندی کی طرف راغب نہیں کرتے ان کی اولاد عموماً راہ حق سے بھٹک جایا کرتی ہے"[12]

اولاد کی تربیت کا وقت ان کے بچپن کی عمر ہے اس لئے کہ سیرت کے سنورنے اور بگڑنے کی یہی عمر ہے جو والد اس وقت اپنے اس فرض سے غفلت برتتا ہے وہ اپنی اولاد کو بگاڑنے کا ذمہ دار ٹھہرتا ہے اور جو والد اس وقت اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرتا ہے ایسی اولاد تاحیات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مطیع و فرماں بردار بن جاتی ہے

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ انفرادی دعوت کی اہمیت کا مزید احساس دلاتے ہوئے اسی آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں

"کاش ہم اس فرمان خداوندی اور ارشادات نبوی کی روشنی میں اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دیں تو ہمیں اپنے بچوں اور بچیوں سے بے راہ روی اور آوارہ گردی کا شکوہ نہ رہے"[13]

جو والدین اپنی اس دعوتی ذمہ داری کو نبھاتے ہیں انکی اولاد بے راہ روی اور آوارگی سے بچ جاتی ہے اور ان کی اولاد اس تربیت کے نتیجے میں اپنے حقوق و فرائض کو سمجھ کر عمل پیرا ہو گی تو یقیناً والدین ان کے طرز زندگی سے مطمئن ہوں گے۔ انفرادی سطح پر دعوت دین کو فراموش کرنے کے نقصانات کے اثرات پورے معاشرے پر پڑتے ہیں۔

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

"آج جب سینما اور ٹی وی کے مخرب اخلاقی پروگرام رہی سہی کسر بھی نکال دینے کے درپے ہیں، اسی وجہ سے ماں باپ کی ذمہ داریاں دوچند ہو گئی ہیں کہ وہ اپنی اولاد کی سخت نگرانی کریں اور اس سے بھی اہم یہ کے اپنے حُسن عمل اور اچھے نمونہ سے ان کے دلوں میں نیکیوں اور بھلائیوں سے ایک والہانہ محبت پیدا کریں اگر ہماری بے حسی کے باعث لادینی بپھری ہوئی موجوں نے ہمارے گھر کا مورچہ بھی سر کر لیا تو پھر آنے والے نسلوں کا خدا ہی حافظ ہے"[14] اسلامی معاشرہ کی تشکیل کا آغاز گھر سے ہوتا ہے لادینی قوتوں کی یلغار کا رخ ہمارے گھر میں ہماری نسلوں کو تباہ کرنا ہے لہٰذا ہمیں انفرادی دعوت کی اہمیت سمجھتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہونا پڑے گا۔

ایک دوسرے کی حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کرنا

انفرادی دعوت کی اہمیت کو سورۃ العصر کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ الْعَصْرِۙ(۱)اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍۙ(۲)اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ﳔ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

"قسم ہے زمانہ کی۔یقیناً ہر انسان خسارہ میں ہے۔بجز ان (خوش نصیبوں) کے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرتے رہے"

اس سورۃ مبارکہ میں ایمان، عمل صالح،ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہنے کو نقصان سے بچنے کا وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ تفسیر میں لکھتے ہیں:

"پہلی اور اہم بات یہ ہے کہ وہ صدقِ دل سے اپنے رب کریم پر ایمان لے آئیں نیز ان کے پروردگار نے ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے جس نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے اس کی تصدیق کریں اور اس کے نبی ﷺ نے جو نظامِ حیات پیش کیا اس کو تہ دل سے قبول کریں دوسری صفت یہ ہے کہ اپنی زبان سے جس قلبی ایقان کا انہوں نے اظہار کیا ہے، میدان عمل میں اُٹھنے والا ہر قدم اس کی تصدیق کرے جہاں تک ان کی انفرادی کامیابی کا تعلق ہے وہ تو ان دو صفتوں کے پائے جانے سے حاصل ہو گئی لیکن اسے چراغ کون کہے گا جو اپنے ماحول کی تاریکیوں کو مٹا کر نہ رکھ دے،وہ دریا ہی کیا ہوا جو صحراؤں اور چٹیل میدانوں کی سیر اب کر کے رشک فردوس نہ بنادے اس لئے فرمایا تیسری خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے حلقہ اثر میں حق کی پذیرائی اور اس کی بالادستی قائم کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرتا ہے اور یہ کوشش اس وقت تک بارآور نہیں ہو سکتی جب تک یہ خود اور اس کی محنت سے حق کو قبول کرنے والے اس کی راہ کی صعوبتوں کو جوانمردی سے برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا نہ کرلیں،یہ اسی وقت ممکن ہے جب وہ ایک دورے کو صبر واستقامت کا درس دیتے رہیں، مصائب والام میں خود استقامت کا مظاہرہ کر کے دوسروں کے لیے دلکش نمونہ پیش کرتے رہیں،یہ صبر کامیابی کی اہم اور چوتھی شرط ہے"[15] اہل ایمان پر لازم ہے کہ وہ دوسروں کو بھی نور ہدایت سے منور کریں اوا پنے حلقہ اثر میں حق کو غالب کریں، حق کی ترویج کریں اور دعوت حق کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹوں سے گھبرائیں نہیں بلکہ ثابت قدمی سے اس فریضہ کو نبھاتے رہیں اور صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھیں۔

اجتماعی سطح پر دعوت کی ضرورت واہمیت

دعوت کی ایک صورت اس کی اجتماعی سطح ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ[۱۶]

"اور اسی طرح ہم نے بنادیا تمہیں (اے مسلمانو!) بہترین امت تاکہ تم گواہ بنو لوگوں پر"

اللہ جل مجدہ نے یہ حکم مسلمانوں کو اجتماعی حیثیت سے دیا ہے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"امت محمدیہ گواہ ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، دنیا میں اس کی گواہی اسلام کی صداقت پر ہے، کیونکہ اسلامی تعلیمات کی وہ زندہ تصویر ہے، دنیا میں اس کا ہر قول ہر فعل اس کی انفرادی اور اجتماعی خوشحالی، اس کی سیرت کی پختگی اور اس کے اخلاق کی بلندی ہر چیز اسلام کی صداقت پر گواہی دے رہی ہے اور قیامت کے روز جب اگلے پیغمبروں کی امتیں اللہ تعالیٰ کے حضور پر عرض کریں گے کہ ہمیں کسی نے تیرا پیغام ہدایت نہیں پہنچایا تو اس وقت امت مصطفیٰ ﷺ گواہی دے گی کہ یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں، تیرے پیغمبروں نے تو تیرا پیغام حرف بحرف پہنچا دیا تھا"[17]

حضور ﷺ کی امت اسلام کی صداقت پر گواہ ہے اس آیت کی روشنی میں حضور ﷺ کی پوری امت من حیث الجماعت آپ ﷺ کی تعلیمات کی امین ہے اس نے اپنے قول و عمل سے اسلام کی تعلیمات کو اگلی نسلوں تک منتقل کرنا ہے حضور ﷺ کی امت دنیا میں بایں معنیٰ گواہ ہے۔ قرآن مجید میں ایک اور مقام پر امت محمدیہ کو من حیث الجماعۃ دعوت کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ[18]

"ہو تم بہترین امت جو ظاہر کی گئی ہے لوگوں (کی ہدایت و بھلائی) کے لئے تم حکم دیتے ہو نیکی کا اور روکتے ہو بُرائی سے اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر"

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان[۱۹]

"جو تم میں سے کسی برائی کو دیکھے تو اُسے چاہیے کہ اُسے ہاتھ سے روک دے اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اُسے اپنے دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے"

دعوت اس قدر ضروری ہے کہ اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو پورا معاشرہ گمراہی کی لپیٹ میں آجائے گا اور اس طرح عذابِ الٰہی ایسے معاشرے کا مقدر بن جاتا ہے اور دعوت کا عمل انجام نہ دینے پر نیک لوگ بھی اللہ کے عذاب کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا: من سئل عن علم فکتمہ الجم یوم القیامۃ بلجام من نار[20] جس شخص سے کسی نے علم کے متعلق کچھ پوچھا اور اُس نے اُسے چھپا لیا تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

"رسول اکرم ﷺ کی امت کو خیر الامم کے جلیل القدر لقب سے سرفراز کیا جارہا ہے کہ جتنی بھی امتیں آج تک صفحہ ہستی پر ظاہر ہوئی ہیں ان سب سے تم بہتر ہو کیونکہ تمہاری زندگی کا مقصد بڑا پاکیزہ، بہت بلند ہے، تم اس لئے زندہ ہو اور اس لئے کوشاں ہو کہ حق کا بول بالا ہو، ہدایت کی روشنی پھیلے، گمراہی کی ظلمت کافور ہو، باطل کا طلسم ٹوٹے اور اخلاق حسنہ کو فوقیت حاصل ہو، وہ حیوانی رسم ورواج جنہوں نے طاقتور کو ظالم اور چیرہ دست اور کمزور کو مظلوم اور فاقہ مست بنا رکھا ہے مٹ جائیں اور اس کے ساتھ، ساتھ سب سے بڑی صداقت (یعنی توحید) پر تم خود بھی ایمان لا چکے ہو اور دوسروں کو اس کے قبول کرنے کی دعوت دیتے ہو"[21]

پیر صاحب امت محمدیہ کی شانِ دعوت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں

"اگرچہ پہلی امتیں بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور ایمان باللہ سے مشرف تھیں لیکن جو شان تمہارے امر بالمعروف کی ہے اور جو جلال تمہارے نہی عن المنکر میں ہے اور جو گہرائی اور کمال تمہارے ایمان باللہ میں ہے وہ تم سے پہلے کسی امت کو نصیب نہیں ہوا نیز جس ہمت، خلوص اور سرفروشی سے تم نے اس بار امانت کو اٹھایا ہے یوں اا ج تک کوئی نہ اُٹھاسکا، اس لئے تم اس کے جائز مستحق ہو کہ اقوام عالم کی بھری محفل میں تمہارے سر پر فضیلت کا تاج رکھا جائے اس کے علاوہ حضور ﷺ کی امت کے خیر الامم ہونے کی ایک ور وجہ یہ بھی ہے جو اس آیت میں مذکور ہے یعنی دوسری قوموں کے فیضان ہدایت سے ایک محدود علاقہ، ایک مخصوص قوم، وہ بھی ایک مقررہ وقت تک مستفیض ہو سکتی تھی لیکن تمہارا ابر کرم بحر و بر، نشیب و فراز، سیاہ و سفید نزدیک و دور ہر خطہ پر برسے گا اور ہر خطہ کے پیاسوں کی پیاس بجھائے گا، تمہاری برکتیں صرف اپنے لئے اور اپنوں کے لیے نہیں بلکہ سب کے لیے ہیں اور یہ وہ شرف ہے جو پہلے کسی کو حاصل نہیں ہوا ای وہ جود و سخا ہے جس سے پہلے دنیا متعارف نہیں "اخرجت للناس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے"۔[22]

سورۃ آل عمران میں ایک اور مقام پر اجتماعی سطح پر دعوت کی ضرورت واہمیت کو اس طرح اجاگر کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ[23]

"ضرور ہونی چاہے تم میں ایک جماعت جو بلایا کرے نیکی کی طرف اور حکم دیا کرے بھلائی کا اور روکا کرے بدی سے اور یہی لوگ کامیاب و کامران ہیں"

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

"یہ دین قیم جس نے عالم بشریت کی تقدیر بدل دی اس کی تبلیغ واشاعت ایک اہم ترین ذمہ داری ہے، اگر اس ملت میں ایسے افراد نہ ہوں جو اس کے پیغام رحمت کو دنیا کے گوشہ گوشہ تک پہنچانے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں تو یہ

عالمگیر پیغام ہدایت چند ملکوں میں محدود ہو کر رہ جائے گا"[24] امت نے اس فریضہ کو فراموش کر دیا تو دین کا دائرہ سکڑ جائے گا حالانکہ یہ دین آفاقی ہے اس کی ہدایت و تعلیمات تمام انسانیت کے لئے ہیں اس لیے تمام اقوام تک اس کی تعلیمات کو عام کرنا امت کا فریضہ ہے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ اسی آیت کی تفسیر میں مزید رقمطراز ہیں

"اور یہ اس پیغام سے بھی ناانصافی ہو گی اور ان قوموں پر بھی ظلم ہو گا جو گھپ اندھیروں میں بھٹک رہی ہیں، جن کی زندگی کی تاریک رات کسی روشن چراغ کے لئے ترس رہی ہے نیز وہ قوم اور ملک جس نے دین کو قبول کر لیا ہے اس کے آئینہ دل پر بھی غفلت کر گرد پڑ سکتی ہے ان کی گرمئ عمل بھی سستی کا شکار ہو سکتی ہے، ارد گرد کے گمراہ کن تاثرات سے بھی وہ متاثر ہو سکتے ہیں اگر ایسی ہستیاں نہ ہوں جن کا کام ہی اسلام کے حکیمانہ انداز سے لوگوں کو غفلت سے بیدار کنا، ان کی گرمئ عمل کو باقی رکھنا اور خارجی اور اجنبی تاثرات و تحریکات سے ان کے دل و دماغ کو محفوظ رکھنا ہو تو بہت سی گمراہیاں کو د اس قوم میں راہ پا سکتی ہیں جو اس دین کی علم بردار ہے"[25]

اقوام عالم تک دین کا پیغام پہنچانے اور امت مسلمہ کو ہدایت پر ثابت قدم رکھنے اور گمراہی سے بچانے کا ذریعہ اجتماعی دعوت ہے۔ اس وقت مادی اعتبار سے دنیا بہت آگے جا چکی ہے، لیکن دینِ اسلام کی ترویج و تبلیغ کا فریضہ کماحقہ انجام نہیں دیا جا رہا اگر ہم اس فریضہ کو اجتماعی ذمہ داری سمجھ کر انجادم دیں تو یقیناً اسلام بڑی تیزی کے ساتھ پھیل سکتا ہے۔

پیر صاحب اجتماعی دعوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

"یہ دونوں کام یعنی ملت اسلامیہ کو شاہراہ اسلام پر ثابت قدم رکھنا اور غیر مسلم اقوام تک پیغام رشد و ہدایت پہنچانا جتنے اہم اور ضروری ہیں اتنے ہی مشکل اور" پیچیدہ ہیں اس لئے ایک ایسی جماعت تیار کرنا ملت کا اجتماعی فریضہ ہے جس کا علم و عمل ظاہر و باطن سیرت و کردار رسول اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مظہر کامل ہو، ان میں علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ کے ساتھ ساتھ سیرت کی پاکیزگی، کردار کی پختگی اور ظاہر و باطن کی یکسانی پیدا کرنا کوئی آسان کام نہیں اس لیے جس بڑی سے بڑی قربانی ایمان فراست، قلبی بصیرت اور روحانی تربیت کی ضرورت ہے وہ پوری ہونی چاہیے، اگر ملت اپنے اس اہم فریضہ کو ادا نہ کرے گی تو وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنی کوتاہی کے لئے جواب دہ ہو گی۔[26]

غیر مسلموں کو دعوت دینا اور مسلمانوں کو شاہراہ اسلام پر ثابت قدم رکھنا بہت مشکل کام ہے لہٰذا اس ذمہ داری کو کماحقہ انجام دینا امت مسلمہ کا اجتماعی ذمہ داری ہے، اس لئے پوری ملت اسلامیہ کو چاہیے کہ اس ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے ایسے افراد تیار کئے جائیں جو پیکر علم و عمل ہوں، جن کا عمل حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے سانچہ میں ڈھلا ہوا ہو جو صاحب بصیرت ہوں، صاحب تقویٰ ہوں جن کا باطن ظاہر کی طرح صاف ہو، صاحب روحانیت ہوں، جب تک ملتِ

اسلامیہ ایسے افراد تیار کرتی رہی، فصل اسلام میں بہار رہی۔ قرآن مجید اور تفاسیر سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ دعوتِ دین کی اجتماعی ذمہ داری ادا کئے بغیر دعوت و تبلیغ کا عمل کماحقہ انجام نہیں دیا جا سکتا۔

دعوت کی اجتماعی سطح پر اہمیت کا علم اس حدیث سے بھی ہوتا ہے جو آپ ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع میں مذکور ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

فليبلغ الشاهد الغائب[27]

"پس جو موجود ہے وہ غائب تک پہنچا دے"

اسلام پوری کائنات کا دین ہے ختم نبوت کے بعد اسے پوری دنیا تک پہنچانا امت محمدی کی ذمہ داری ہے امت محمدیہ نے جب تک اس ذمہ داری کماحقہ انجام دیا حق کو غلبہ نصیب ہوا اور باطل پسپا اور رسوا ہوا، لہٰذا غلبۂ دین حق کی بحالی کے لیے ضروری ہے کہ امت مسلمہ اجتماعی سطح پر دعوتِ دین کی ذمہ داری نبھائے۔

حکومتی سطح پر دعوت کی ضرورت واہمیت

اسلام میں دعوت کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر بھی ڈالی گئی ہے، اگر اسلامی حکومت اس ذمہ داری کو کماحقہ انجام دے تو بلاشبہ اسلام کی ترویج واشاعت مضبوط بنیادوں پر ہو سکتی ہے اور اس کے ثمرات و برکات دور رس ہو سکتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ[28]

"وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں بخشیں زمیں میں تو وہ صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور حکم کرتے ہیں (لوگوں کو) نیکی کا اور روکتے ہیں (انہیں) برائی سے اور اللہ تعالیٰ لے لئے ہے سارے کاموں کا انجام"

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں۔

جب یہ مسندِ حکومت پر بیٹھتے ہیں تو اپنے رب کی یاد سے غافل نہیں ہوتے جب ملک کے خزانوں کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں ہوتی ہیں تو ان خزانوں کو اپنی ذاتی آرائش وآسائش اور عیش و عشرت میں صرف نہیں کرتے، ان کے اقتدار کے جھنڈے کے نیچے بدکاری اور فسق وفجور پروان نہیں چڑھتا بلکہ زما حکومت غریبوں اور مسکینوں کی ضروریات کی کفیل ہوتی ہے، جہاں ان کے مبارک قدم پہنچتے ہیں وہاں نکی اور تقویٰ کے چمستان لہلہانے لگتے ہیں، غور فرمایئے اسلامی حکومت کی برکات کا کتنا واضح اور حسین بیانے اسلامی رہنماؤں کے فرائض کی کیسی جامع فہرست ہے ایسے جامع واضح اور یمن و برکت سے لبریز دستور العمل کی موجودگی میں اگر ہمارے سربراہوں کو کسی نئے دستور کی تلاش ہو تو یہ انکی اپنی سمجھ کا قصور ہے، قرآن نازل کرنے والے نے بتانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔[29]

حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ ملکی خزانوں کو گناہ کے کاموں میں خرچ نہ کیا جائے بلکہ مستحقین کو ان سے فیضیاب کیا جائے، حکمران اپنے دائرہ اختیار واقتدار تک نیکیاور تقویٰ کو فروغ دیں اور اسلام کو ایک نظام حکومت کے طور پر نافذ کریں، قرآن مجید کی اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی دستور العمل کے ہوتے ہوئے اگر حکمران کسی اور دستور کی تلاش میں رہیں گے تو یہ ان کی غلطی ہو گی، لہذا حکمرانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ نیکی اور تقوی کو پھیلائیں اور بُرائی کے راستے بند کریں ملتِ اسلامیہ کے حکمران اگر اس ذمہ داری کو کماحقہ نبھائیں تو یقیناً معاشرہ سدھر سکتا ہے۔

نتائج بحث

۱۔ امتِ محمدیہ پر دعوتِ دین لازم ہے جب تک امت یہ ذمہ داری پوری کرتی رہے گئی تو افضل الامم قرار پائے گئی اور اس ذمہ داری کو فراموش کرنے پر اپنی عظمت کو ضائع کر دے گی۔

۲۔ دعوتِ دین ہمہ وقتی عمل ہے لہذا کچھ لوگ ایسے ضرور ہونے چاہیں جو دین کا علم مکمل طور پر حاصل کریں اور دعوت کی ذمہ داری نبھائیں۔اس طرح دین کی کلی دعوت انجام دی جا سکے گی اور ایسی دعوت کے مثبت نتائج سامنے آئیں گے اور دین آگے منتقل ہو گا اور لوگوں کو دین کا فہم کامل نصیب ہو گا اور ایسے داعیان ہی دین کی تعلیمات کماحقہ واضح کر سکیں گے۔

۳۔ انفرادی سطح پر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ ہر شخص اپنے زیر اثر افراد کو احکام دین کے مطابق تعلیم دے یعنی ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت اسلامی خطوط پر کریں۔اور شوہر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا پابند بنائے اور ادارے کے سربراہ کی ذمہ داری ہے کہ اپنے زیر اثر لوگوں کو اسلامی تعلیمات کا پابند بنائے۔

۴۔ دین اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے لہذا اس کی جامع تعلیمات سے امت کو دعوت کے ذریعے روشناس کرایا جائے۔ جزوی سطح کی دعوت نہ دی جائے کہ بعض نفل اور مستحب درجے کے اعمال کو کل دین سمجھ لیا جائے یا محض چند عبادات کو ہی مکمل دین سمجھا جانے لگے بلکہ زندگی کے جملہ شعبوں کے بارے میں اسلامی احکام کی امت کو تعلیم و تربیت دی جائے۔

۵۔ دعوت کا مسلکی اُسلوب نہیں ہونا چاہیے بعض داعیان اسلام قرآن وسنت کی ایسی توضیح و تشریح کرتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کسی خاص مسلک کی تائید یا مخالفت کے لئے نازل ہوا ہے اور حضور ﷺ کسی خاص مسلک کی تائید فرماتے تھے لہذا یہ ضروری ہے کہ لوگوں کو اسلام کی آفاقی تعلیمات سے آگاہ کیا جائے اور مسلکی اختلافات کو بھلا دیا جائے۔

۶۔ دعوت کو ذریعہ معاش نہ بنایا جائے اس سے لوگوں کے دلوں میں دین کی بے قدری ہو گی اور داعی اسلام کما حقہ اسلام کا پیغام نہیں پہنچا سکے گا اور معاشرے کے صاحبِ ثروت لوگ داعی دین کو حقیر جانیں گے۔ نتیجۃ لوگ عمل سے اعراض برتنے لگیں گے۔

۷۔ دعوت دین کو ذاتی شہرت اور ناموری کا ذریعہ نہ بنایا جائے اس سے لوگ دین پر عمل کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے اور قوم کا جذبہ عمل سست پڑ جاتا ہے۔

۸۔ روحانیت کے نام پر دین کو کاروبار نہ بنایا جائے ایسا کرنے سے دنیاداروں میں اور روحانیت کا نام لینے والوں میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ اور نہ ہی لوگوں کے قلوب میں روحانیت پیدا ہو گی۔

۹۔ دعوت دین حکومتی سطح پر مطلوب ہے اگر اس سطح پر یہ ذمہ داری نبھائی جائے تو عالمی سطح پر اسلام کا پیغام پہنچے گا۔ اور دنیا بڑی تیزی کے ساتھ اسلام قبول کرے گی۔

۱۰۔ دعوتِ دین اخلاصِ نیت سے دی جائے اگر داعی اپنی نیت میں اخلاص پیدا کرے گا تو وہ مخالفتوں کے باوجود اپنی ذمہ داری انجام دیتا رہے گا۔ اور ثابت قدمی سے وہ دعوت کے راستے پر گامزن رہے گا کوئی طاقت اسے یہ ذمہ داری نبھانے سے روک نہیں سکے گی۔

حواشی و حوالہ جات

1۔ سورۃ ال عمران، آیت ۱۰۴

2۔ الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، ۱۹۹۵، ج ۱، ص ۲۶۱، ۲۶۰

3۔ سورۃ سباء، آیت ۲۸

4۔ المصری الافریقی، اعلامہ ابوالفصل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور، لسان العرب، ناشر داد صادر بیروت، ۱۹۵۶، ج ۱۴، ص ۲۵۸

5۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، مجموعہ الفتادیٰ، بیروت دار الفک، ۱۴۰۲ھ، ج ۵، ص ۱۵۷

6۔ محمد ابوالفتح، المدخل الی علم الدعوۃ، دار صادر بیروت، ۱۴۱۸ھ، ص ۱۶

7۔ علی محفوظ، شیخ ہدایۃ المرشدین، دار اعتصام مصر، ۱۴۲۰ھ، ص ۴

8۔ سورۃ التوبہ، آیت ۷۱

9۔ ضیاء القرآن، ج ۲، ص ۲۳۱، ۲۳۲

10۔ سورۃ التحریم، آیت ۶

11۔ ضیاء القرآن، ج ۵، ص ۳۰۰

12۔ نفس مصدر، ج ۵، ص ۳۰۱

13۔ نفس مصدر، ج ۵، ص ۳۰۱

14 ۔ نفس مصدر، ج۵، ص ۳۰۱
15 ۔ ضیاءالقرآن، ج۵، ص ۶۵۴
16 ۔ سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۳
17 ۔ ضیاءالقرآن، ج۱، ص ۱۰۱
18 ۔ سورۃ آل عمران، آیت ۱۱۰
19 ۔ مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب ان الامر بالمعروف والنھی عن المنکر واجبان، رقم ۱۷۷
20 ۔ جامع ترمذی
21 ۔ تفسیر ضیاءالقرآن، ج۱، ص ۲۶۳
22 ۔ ضیاءالقرآن، ج۱، ص ۲۶۳، ۲۶۴
23 ۔ سورۃ آل عمران، آیت ۱۰۴
24 ۔ ضیاءالقرآن، ج۱، ص ۲۶۰
25 ۔ ضیاءالقرآن، ج۱، ص ۲۶۰
26 ۔ ضیاءالقرآن، ج۱، ص ۲۶۰
27 ۔ بخاری، کتاب المغازی، باب حجۃ الوداع
28 ۔ سورۃ الحج، آیت ۴۱
29 ۔ ضیاءالقرآن، ج۳، ص ۲۲۱، ۲۲۰